

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ بنگلہ

سلسلہ خطبات جمعہ

اخلاق حسنہ اور ہمارا کردار

(۲)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ
الرحمن الرحیم وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض واذ اخاطبہم الجاہلون قالوا سلاما
(سورۃ الفرقان) ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دے پاؤں چلتے ہیں اور جب بات کرنے لگیں
ان سے نا سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت۔

عن عائشہؓ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن لیدرک بحسن
خلقہ درجۃ الصائم القائم (رواہ ابی داؤد)
ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ مومن اپنے بہترین اخلاق کی وجہ
سے (دن کو) روزہ رکھنے والے اور رات بھر عبادت کرنے والے کے مقام کو پالیتا ہے۔

اخلاق حسنہ کی تعلیم:

محترم سامعین ہر عمل کی بنیاد اخلاق ہوتے ہیں۔ جیسے اندرونی مادہ میں اخلاق ہونگیں۔ ظاہری عمل انہی
اخلاق کے مطابق ہوئے گا اگر بنیاد یعنی اخلاق پاکیزہ ہوں تو جن اعمال کا اظہار ہو گا وہ بھی پاکی اور صفائی کی صفت سے
مالا مال ہونگیں۔ حضور اکرم ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو مخاطبین کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق کو صحیح سمت
پر آمادہ کرنے کے لئے دن رات مساعی فرماتے۔ سب سے پہلے خود عمل فرما کر جہلائے عرب کیلئے اعلیٰ ترین ماڈل بن
گئے پھر زبان سے جس حکم کا اظہار فرماتے اور جیسے عمل کرتے دیکھنے والوں نے اسی فعل و قول اور اخلاق حسنہ کو اپنے لئے
مشغل راہ بنایا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کا خلقِ عظیم:

آنحضرت ﷺ کے حکیمانہ اور شفیقانہ تعلیم ہی کا نتیجہ تھا کہ ان کا پختہ عقیدہ بن گیا کہ جیسے اخلاق ہونگیں اسی
کے مطابق اعمال ہونگیں۔ کفر و گمراہی کے دور میں اخلاق برے تھے تو اعمال بھی گمراہوں سے بھرپور۔ رحمۃ دو عالم نے

متانت واعتدال: مسلمان کی اس ایک ہی صفت جس کا ذکر ابتدائی تلاوت کردہ آیت کریمہ میں کیا گیا کہ رحمان کے برگزیدہ بندے وہ ہیں کہ ان کے چال ڈھال میں عجز و انکساری متانت اور بے تکلفی موجود ہو۔ قارون کی طرح اکثر تکبرانہ انداز سے روئے زمین پر نہیں چلتے جیسے کہ آج کل اہل ثروت اور نئے عہدہ و اقتدار میں مست لوگوں کا طریقہ ہے اور اگر کہیں جہلاء سے واسطہ پڑ جائے تو ان کے عامیانہ اور جاہلانہ قول و فعل کا جواب جاہلانہ انداز میں دینے کے بجائے نرم الفاظ میں دے کر ایسے لوگوں کے ملنے ہی سے احتراز کرتے۔ اسی اعلیٰ ترین خصوصیت کا ذکر حضور ﷺ کے گفتار و کردار میں کثرت سے موجود ہے۔ سینہ نکال کر متکبرین کی طرح چلنے کے بجائے جھک کر عاجزانہ شکل میں زمین پر گامزن رہتے۔ حضرت علی کرم اللہ حضور ﷺ کے فعل و صورت اور ساخت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اذامشی نکفا تکفوا کا لما ينحط من صلب الخ ترجمہ: جب امام الانبیاء ﷺ راستہ پر چلتے آگے کو جھک کر رفتار کا سلسلہ جاری رکھتے۔ تشریح کرنے والوں نے لفظ تکفو کے کئی معنی ذکر کئے جن میں ایک مفہوم یہی بھی ہے اگرچہ آنحضرت ﷺ اخلاق حسنہ کے ایسے جامع تھے جن پر تمام معنوں اطلاق ہوتا ہے۔ سینہ تان کر زمین پر چلنا ان کے انکساری اور تواضع کے خلاف ہیئت تھی جس پر کبھی بھی عمل پیرا نہ رہے۔ اگر آج ایک فحش سینہ نکال کر شیطانی تکبر کا راستہ اختیار کرے تو مالک الملک جل جلالہ کے فرمان کے مطابق اس کا سر آسمان تک پہنچ سکتا ہے اور نہ زمین کو چیر سکتا ہے۔ انجام کار ذلت اور رسوائی حاصل کر کے قارون کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ جو اس جاہلانہ انداز کی وجہ سے خود اور اپنے مال سمیت زمین میں دھنس کر او نچا جانے کے بجائے مسلسل زمین کے اندر پہنچنے کے جانب رواں دواں ہے۔ اگر اخلاق متکبرانہ ہوں اور ہماری تمنا جنت کا حصول ہو تو کانٹے بو کر اس سے پھل اور میوہ جات حاصل کرنے کی توقع رکھنا حماقت ہی ہے۔

[illegible]

کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان کے ثمرات موجود ہوں (ہمیشہ کیلئے) جہنم میں داخل نہ ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہو (جب تک تکبر سے پاک و صاف نہ ہو) جنت میں داخل نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا مرتبہ و مقام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ و برتر ہے مگر اثر اہٹ اور بڑائی سے اتنے دور رہے کہ گھر کے کام کاج اپنے مبارک ہاتھوں سے کرتے روایت ہے۔ وعن الاسود قال سالت عائشة ما كان النبي ﷺ يصنع في بيته قالت كان يكون في محنة اهله تعني خدمه اهله لهاذا حضرت الصلوة خرج الى الصلوة (رواه البخاری) ترجمہ: حضرت اسود نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا حضور ﷺ اپنے گھر میں گھریلو امور کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا سب کام کاج چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لیجاتے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو آج اپنے قائد اور مرشد اعظم ﷺ کے اس سنت پر عمل کر کے ان کے اخلاق مبارک کا خواہاں ہو۔ اکثر اپنے آپ کو غیر متمند اور بارعب ظاہر کرنے گھریلو کاموں میں اہل و عیال کا ہاتھ بٹانا جاہلانہ اور غیر شرعی غیرت اور مردانگی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جو کہ خالصہ دینی تعلیمات سے غفلت اور نا سمجھی ہی کا نتیجہ ہے جسے بے غیرتی اسلام میں سمجھنا چاہیئے آج کے رسم و رواج میں اسے غیرت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جہاں غیرت کا موقع ہوا سے بے غیرتی سے تعبیر کر کے باعث فخر سمجھا جاتا ہے۔

تہذیب و اخلاق کی ایک عمدہ مثال: اللہ و رسول کے دشمن پیغمبر کے خلاف جس طرح گندی زبان استعمال کرتے حضور ﷺ بطور بدلہ وہ نامناسب لفظ بھی زبان پر نہ لاتے تاکہ اس غیر اخلاقی گفتگو میں ان کے ساتھ مشارکت نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وعن عائشہ قال استاذن رهط من اليهود على النبي ﷺ فقالوا اسام عليكم فقلت بل عليكم السام واللعنة فقال يا عائشة ان الله رفيق يحب الرفق في الامر كله قلت اولم تسمع ما قالوا قال قد قلت عليكم الخ (رواه البخاری و مسلم) (ترجمہ) حضرت عائشہ روایت کر رہی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کے ایک وفد نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی (اجازت دی گئی) جب حاضر ہوئے (تو السلام علیکم کی جگہ اسام علیکم کہا جس کے معنی ہیں کہ تمہیں موت آئے) تو میں نے یعنی عائشہ نے کہا بلکہ تم کو موت اور لعنت آئے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ رب العالمین محبت و نرمی کرنے والا اور ہر کام میں محبت و نرمی چاہتا ہے۔ میں (عائشہ) نے کہا آپ نے سنا نہیں انہوں نے اسلام کی بجائے موت کی بددعا دی امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا میں نے ان کی بات سنی اور (ان کے جواب میں کہا) وعلیکم یعنی تم پر یہی بددعا صادق آئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ کو فرمایا تم بے ہودہ، قابل مذمت باتیں کرنے والی مت بنو کہ اللہ تعالیٰ غم مہذب اور اخلاق سے عاری یا تو حق کو پسند نہیں فرماتے۔

نبوی حلم و درگزر: محترم حضرات دیکھئے ایک طرف اسلام دشمن افراد جو کالم گلوچ اور غیر شائستہ افعال و اقوال، ہنگ و توہین پر مشتمل سلوک اپنا استحقاق سمجھتے ہیں۔ دوسرے جانب سر پائے رحمت محمد ﷺ ہیں کہ کسی موقع پر بھی طیش میں آ کر بدکلامی کرنے والے کے طرح غیر اخلاقی زبان درازی نہیں کرتے بلکہ ایسے غضب نازک موقع پر بھی حلم، بردباری اور بہترین اخلاق کا مظاہرہ کر کے امت کیلئے اسی قسم کے اخلاق اپنانے کی راہنمائی فرمائی۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بات آنحضرت ﷺ کو پسند نہ آتی اس سے تعامل فرما کر ٹال دیتے۔ اسی حلم، درگزر، خوش خلقی اور چشم پوشی کا نتیجہ تھا کہ سخت اور مشدد مخالفین جو بارگاہ رسالت کی تعظیم اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھنے کے قطعی روادار نہ تھے۔ حضور ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہونے کے شرف سے مالا مال ہوئے۔

پرندوں پر شفقت: نرم خوئی اور رفق تو ان کی ایسی صفت تھی جو صرف انسانوں تک محدود نہ تھی بلکہ پرندے، چرندے بھی ان اوصاف سے فیض یاب ہوتے۔ روایات میں ہے کہ ایک شخص نے ایک چڑیا کے گھونسلے سے اڑے اٹھائے چڑیا حضور ﷺ کے سامنے اپنے طریقے کے مطابق فریاد کرنے لگی۔ آنحضرت ﷺ نے اڑنے اٹھانے والے صحابی کو بلا کر گھونسلے میں واپس رکھنے کا حکم دیا۔ اڑے رکھتے ہی چڑیا کو سکون مل کر واپس ہوئی۔ بد اخلاقی کے جواب میں خوش اخلاقی سے پیش آنا آپ ﷺ کے کمال ضبط و تحمل کی دلیل ہے۔

گلے میں پھندا ڈالنے والے کو بھی نواز دیا: حضرت انسؓ حلیم نبویؐ کا ذکر کرتے ہوئے واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ کے مبارک جسم پر یمن کے نجران شہر کی بنی ہوئی چادر تھی، جسکے کنارے موٹے اور سخت تھے۔ ایک دیہاتی نے آ کر حضور ﷺ کے چادر کو پکڑ کر زوردار طریقے سے کھینچا۔ آنحضرت ﷺ کھچ کر اس کے سینے سے لگ گئے۔ حضرت کہتے ہیں کہ اتنے زور سے دیہاتی نے چادر کھینچا کہ چادر کے سخت حاشیے حضور ﷺ کے گردن مبارک سے اس تختی اور رگڑے زخمی ہونے کے قریب ہو کر گردن پر چادر کے کناروں کے نشان پڑ گئے پھر شان نبوت کا ادب اور رعایت کے بغیر وہ دیہاتی کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے اسکیں سے کچھ مجھ کو دیدو۔ شفیع المذنبین ﷺ نے حیرت کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور پھر لطف و نرمی جو ہمیشہ غالب رہی مسکرا کر اس دیہاتی کو کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

اعلیٰ اخلاق کا نمونہ کامل: محترم حاضرین دنیا میں بے شمار اخلاق کے علم بردار اور معلمین پیدا ہوئے۔ جن میں انبیاء و رسول بھی تھے۔ دانشور و حکماء بھی تھے۔ ضخیم اور بے شمار جلدوں پر مشتمل تصانیف و نظریات بھی دنیا کو پیش کئے۔ مگر رحمت دو عالم ﷺ کا ان تمام معلمین اخلاق میں مقام کچھ اور ہی ہے سب سے اعلیٰ و بلند ہے۔ ان کی حیات طیبہ نہ صرف نمازوں اور عبادت گزاروں کے لئے نمونہ تھی بلکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جتنے حقوق و فرائض کی ادائیگی

انسان پر لازم کر دی گئی ہر ایک عمل میں انصاف و عدل کا دامن مضبوطی سے تھامے رہے جن پر عمل کرنے سے نہ صرف مسلمان بلکہ پوری انسانیت کو سکون و اطمینان پیدا کرنے والا انقلاب رونما ہو سکتا ہے اخلاق کو صرف رحم، شفقت اور تواضع تک محدود رکھنا کم علمی کا ثبوت ہے کیونکہ زندگی کے شعبوں اپنا ہوا یا غیر ہوا، دشمن و دوست چھوٹے بڑے، مالدار، مفلس، طاقتور و کمزور، مرد و عورت، جلوت و خلوت اور حالت امن و جنگ الغرض ہر شعبہ زندگی میں اخلاق کو بروئے کار لانا ایک اعلیٰ اخلاق کے حامل فرد کیلئے ضروری ہے۔

ایفاء عہد: کسی سے وعدہ کر کے اس کا ایفاء کرنا اخلاق کے حسن کی گواہی ہے وعدہ خلافی کرنے والے کو اللہ و رسول ﷺ اور معاشرہ بد اخلاق کے نام سے پکارتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ میں وعدہ کو تکمیل کرنے کی صفت بدرجہ اتم موجود تھی مسلمان تو ماننے والے تھے حتیٰ کہ دشمن و کفار بھی اسکے معترف تھے۔ ایفاء عہد کی خاطر آنحضرت ﷺ کا تکلیف برداشت کرنے کا واقعہ حضرت عبداللہ بن ابی الحسماء کے زبانی سن لیجئے عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سودا کر کے کوئی چیز خریدی، کچھ ادائیگی کر دی اور باقی حصہ اسی جگہ ایک مقررہ وقت بتایا کہ حاضر ہو کر ادا کرونگا۔ میں وعدہ بھول گیا۔ تیسرے دن حضور ﷺ سے کیا ہوا وعدہ یاد آ کر اسی مقررہ جگہ بقیہ رقم کی ادائیگی کے لئے میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اسی جگہ تشریف فرما ہیں مجھے دیکھ کر صرف اتنا فرمایا تم نے مجھے بہت بڑی زحمت میں مبتلا کر دیا۔ میں حسب وعدہ تین دن اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ کے وعدہ پورا کرنے کے اس واقعہ بیان کرنے پر اکتفا بدقت کی کمی کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ ورنہ اس موضوع پر اگر حضور ﷺ کے واقعات سنانا شروع ہوتا تو وقت کا ایک بڑا حصہ بھی اس کیلئے کم ہوگا۔

اخلاص نبوی حضرت خدیجہؓ کی زبانی: کمزور و ناتواں کی مدد کرنے کو بھی عبادات اور اللہ کی خوشنودی میں اہم درجہ حاصل ہے۔ اور یہ خلق عظیم بھی آنحضرت کی سیرت میں آپ کے معمولات میں سے اہم معمول تھا۔ اس خاصیت کا ذکر حضرت عائشہ کی ایک طویل حدیث جب ابتدائی وحی آئی میں موجود ہے کہ جب غار حرا میں جبرائیل آنحضرت کے پاس وحی لے کر پڑھنے کا عرض کیا۔ آپ نے پڑھنے پر قادر نہ ہونے کا فرمایا تو حضرت جبرائیل نے آنحضرت کو اپنے سینے سے لگا کر خوب زور دیا۔ یہ سلسلہ تین دفعہ جاری رہا۔ جس سے آنحضرت کو کچھ تکلیف بھی ہوئی اس کے بعد جب پڑھنے کا کہا۔ ابتداء جمہور علماء کے نزدیک سورۃ اقرء سے کی۔ فرشتہ رخصت ہونے کے بعد گھر تشریف لائے وحی کی رعب اور شدت کی وجہ سے سخت خوفزدہ دل و بدن کانپ رہا تھا بخار کے ساتھ یہ کیفیت لاحق رہی سردی لگ رہی تھی جیسے کہ بعض اوقات بخار میں ہوتا ہے۔ جب سکون و اطمینان سے ہوئے حضرت خدیجہ کو تمام واقعہ سنا دیا۔ انہوں نے حضور کو تسلی دی کہ آپ نہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی مایوس نہ فرمائیں گے۔ پھر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے اعلیٰ اخلاق اور معاملات کا ذکر شروع کیا جہاں ان کے لیے جہنم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

اخلاق اور معاملات کا ذکر شروع کیا جہاں ان کے لیے جہنم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

وتحمل الكل ونكسب المعدوم وتفري الضيف وتعين على نواب الحق الخ (ترجمہ) آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ آپ کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولتے آپ دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ آپ غریبوں اور فقراء پر خرچ کرتے ہیں آپ مہمانوں کی خاطر مدارات کرتے ہیں اور آپ لوگوں کے ساتھ ان کے حقیقی مشکلات اور حادثات میں مدد کرتے ہیں (اگرچہ ان کا معاملہ آپ کے ساتھ آپ کے معاملہ کے برعکس تعلق کے انقطاع اور بدسلوکی کا ہوتا ہے۔

حضور ﷺ اپنے ایک خادم کی بکریوں کا دودھ دودھ لیا کرتے تھے: انہی خلق حسنة کی وجہ سے صحابی حضرت جناب بن اریث جب رحمت دو عالم ﷺ کے حکم پر جہاد کے لئے گئے۔ گھر میں خانہ داری امور سنبھالنے کے لئے اور کوئی مرد نہ تھا۔ گھر میں موجود مستورات کو دودھ دھونے کا طریقہ معلوم نہ تھا۔ یہی تحمل الكل کا جسم یعنی حضور ﷺ بذات خود روزانہ ان کے گھر جا کر دودھ دھ لیا کرتے تھے۔ آج دنیا کے وہ لوگ جو اسلام کے دشمن اور حضور کے حیا طیبہ سے ناواقف ہیں اعلیٰ اخلاق کے لئے نمونہ اپنے خود ساختہ علبرداروں 'لینن' 'سٹالن' اور ماڈوے تنگ وغیرہ کے اعمال ناموں کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ تو کیا ان کے ان نام نہاد اخلاق کے دایمیں میں سے کسی ایک میں یہ خوبی موجود ہے۔ ہمارے آقا کا مزاج تو یہ ہے کہ نماز شروع کر رہے ہیں۔ ایک دیہاتی نے آ کر آپ کا دامن پکڑا۔ کہا میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ پہلے اسے تکمیل تک پہنچا دو کہیں میں بھول نہ جاؤں۔ آپ ﷺ نے اسی وقت نماز پڑھنا ترک کر کے اس بدو کے ساتھ مسجد سے باہر جا کر اس کا کام مکمل کرنے کے بعد واپس آ کر نماز ادا کی۔

اضیاف کی خاطر مدارات: امام غزالی کے قول کے مطابق انسان کا تمام اخلاق ذمہ سے پاک ہونا ہی حسن خلق کہلاتا ہے جب تک انسان کی تمام باطنی و ظاہری احوال تعریف کے قابل اور پسندیدہ نہ ہوں اس وقت تک یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں شخص اخلاق حسنة کا مالک ہے۔ اخلاق حسنة کی ایک خصلت تو وارد جیسے مہمان کہا جاتا ہے اکرام کرنا اسی اعزاز و اکرام سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اخلاق کے کس مقام پر فائز ہے۔ بخیل شخص مہمان کو دیکھ کر اس کے پیشانی پر بارہ بج جاتے ہیں آنے والا شخص میزبان کے حرکات و سکنات سے محسوس کر لیتا ہے اس کے پاس میرا آنا کتنا بھاری ثابت ہوا اس کے برعکس سخاوت جو کہ اعلیٰ اخلاق کی نشانی ہے جس میں یہ صفت ہو مہمان کو دیکھ کر اپنے آنکھ اور ابرو بچھانے کے لئے تیار ہو کر مہمان کی آمد پر خوشی سے سرشار ہے۔ وہ اسے سنت ابراہیمی اور روئے زمین پر سب سے پہلے مہمان کی اعزاز و اکرام کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر اپنے استطاعت کے مطابق سب کچھ پیش کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ ابراہیمؑ کے بیسی اور روحانی اولاد میں محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اپنے واد کی یہی خصلت بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔ جنہوں نے اپنی امت اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو اپنے عمل اور احکامات سے مل جل کر اس کی تعلیم دینا اور اس کو شامل کرنا مسلمان کے لئے لوازمات دین میں

سے ہے کہیں ارشاد فرمایا:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ الخ (رواہ بخاری ومسلم) ”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قیامت اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر مدارت کرے۔“

اور کہیں فرمایا: عن المقدام بن معد بکرب سمع النبی ﷺ یقول ایما مسلم ضاف قوماً فاصبح محروماً کان حقاً علی کل مسلم نصرہ، حتی یاخذلہ بقراہ من ماله وزرعه (رواہ الدارمی) ترجمہ: حضرت مقدم ابن معد بکربؓ روایت کر رہے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان ہوا اور (میزبانی نہ کرنے کی وجہ سے) اس نے محرومی کی حالت میں صبح کی تو ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ اسکی مدد کرے یہاں تک کہ اس میزبان سے اس کے مہمانی کے مقدار وصولی کر کے خواہ اس کے مال اور کھیتی باڑی سے کیوں نہ ہو۔

ضیافت میں انتقام نہیں دینا چاہیے: آنحضرت ﷺ تو رحمت، شفقت اور درگزر کے حسین پیکر اور نمونہ تھے میزبانی نہ کرنے والے سے بھی حسن اخلاق و سلوک کی تلقین فرمائی۔ قربان جائیں اس مشفق و مہربان سے جس کا یہ فرمان ہے: عن ابی الاحوص الجشمی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ ارایت ان مورت ہو رجل فلم یقرنی ولم یضفی ثم مر بی بعد ذلک القریہ ام لا اجزیہ قال بل اقوہ (رواہ الترمذی)

حضرت ابو الاحوصؓ جشمی اپنے والد سے روایت کر رہے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضور کے خدمت میں کہا یا رسول اللہ اگر میں کسی شخص کے پاس مہمان بنوں اور وہ میری میزبانی (کا حق ادا) نہ کرے اور پھر اس کا آنا میرے یہاں ہو تو اس کی مہمان نوازی کروں یا بطور بدلہ میں بھی وہی سلوک کروں جو اس نے کیا آپ نے فرمایا بلکہ اس کی خاطر مدارت کرو یعنی وہ سلوک نہ کرو جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔

محترم حاضرین! یہی اس دین رحمتہ راہۃ کی خصوصیت ہے اخلاق حسنا کا معاملہ یہی ہے کہ اگر کوئی آپ کے ساتھ عزت اور شرافت کا انداز اختیار نہ کرے تو تمہیں شرافت اور حسن سیرت کا معاملہ اختیار کرتا ہے۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتا ہے۔ اگر برائی کا جواب برائی سے دیا تو اس میں کوئی اجر و ثواب نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ جیسے فلاں نے کیا اس کا جواب میں نے بھی اسی طرح دیا۔ کمال و احسان جب ہے کہ میرے ساتھ برا سلوک کرنے والے کیساتھ میں اچھا برتاؤ کروں۔

مہمان نوازی کی نادر مثالیں: آنحضرتؐ کی مہمان نوازی میں مسلمان اور کافر کا فرق نہ تھا۔ روایات میں ہے ایک دفعہ ایک کافر مہمان آیا۔ ایک بکری کا دودھ دودھ کر اسے پلایا جب اس سے اس کے شکم سیری نہ ہو سکی دوسری بکری کا دودھ پلایا جب تسلی پھر بھی نہ ہوئی تیسری بکری کا دودھ پلایا جب تک کہ مکمل طور پر اس کی بھوک ختم نہ

ہوئی پلاتے رہے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مہمان آیا گھر میں جو کچھ ہوتا وہ سب اسے کھلا پلا دیتے۔ اور خود تمام بات خانہ نبوتِ فاقہ سے گزری۔ اس پر اکتفا نہ فرماتے راتوں کو بار بار اٹھ کر مہمانوں کی خبر گیری میں مصروف رہتے۔

حسن معاشرت: محترم ساتھیو! اگر کسی فرد کے اخلاق جاننا چاہیں۔ تو اس کی گھریلو زندگی کو دیکھیں۔ آج ہم میں سے اکثر دوستوں کے عمل کے دو رخ ہوتے ہیں گھر سے باہر تو بڑا پارسا، اخلاق و رواداری، دیانت، صداقت، امانت اور صبر و تحمل کا نمونہ بن کر دوسروں پر اپنے بزرگی کا سکہ جمانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے مگر گھر کے اندر والی زندگی میں ذکر کردہ صفات اور اخلاقِ حسنہ کا شائبہ تک موجود نہیں ہوتا۔ خاندان کے بڑے چھوٹے، مرد و زن اپنے اہل خانہ سے تعلق و معاملہ دشمنی کے معاملہ سے کم نہیں۔ گھر میں داخل ہوتے ہی غیض و غضب، بیوی و اولاد سے ہر معاملہ میں نفرت، بے اصولی اور ایک بدترین کردار والے انسان کا ہوتا ہے، ایسا شخص کبھی بھی ایک اعلیٰ کردار والے انسان کے کسوٹی پر پورا نہیں آتا۔ آنحضرتؐ کی گھریلو و عوامی زندگی ایک کھلی کتاب جس میں 'رحم، شفقت، محبت اور دل داری و دلجوئی کا معاملہ گھر سے باہر ہوتا' گھر کی چار دیواری میں بھی ازواجِ مطہرات اولاد سے وہی معاملہ ہوتا، ہمیشہ اپنے ازواجِ مطہرات کی شریعت کی حدود میں رہ کر ان کے ساتھ حسن معاشرہ کے اعلیٰ ترین نمونے پیش فرماتے تاکہ مسلم معاشرہ بھی ان ہی نمونوں پر گامزن ہو کر ایک با اصول اعلیٰ کردار پر فائز انسان کی حیثیت اور درجہ حاصل کر سکیں۔ حضرت عائشہؓ سرکارِ دو عالم ﷺ بہترین زندگی گزارنے کا ایک واقعہ ذکر فرماتی ہیں۔ وعن عائشہؓ عنہا انہا کانت مع رسول اللہ ﷺ فی سفر قالت لسا بقیۃ، فسبقته علی رجلی فلما حملت اللحم لسا بقیۃ، فسبقنی قال ہذہ بتلک السبقہ (رواہ ابی داؤد)

حضرت عائشہؓ ایک سفر کے دوران حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھیں، آنحضرت ﷺ کے ساتھ پیدل دوڑیں (یہ دوڑ میں مقابلہ) تو میں نے ان سے آگے نکل کر سبقت حاصل کر لی (یعنی مقابلہ جیت لیا) (کچھ عرصہ کے بعد) جب میرے بدن کا گوشت بڑھ گیا۔ پھر ہم دونوں میں دوڑنے کا مقابلہ ہوا۔ اس بار آنحضرت ﷺ آگے نکلے۔ (خفگی اور پیچھے رہ جانے پر میری پریشانی اور دل داری کیلئے فرمایا)

پہلے جیت آپ کی تھی اب میں جیت کر معاملہ برابر ہا۔ اس سے معلوم کرنا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے ازواج کے ساتھ خوشگوار، مسرت سے بھرپور زندگی گزارنے کیلئے ہر وہ کام جو شریعت کی رو سے جائز ہوا اختیار فرماتے۔ کبھی ان کی جائز معاملات میں حوصلہ شکنی اور بے جا پریشان کرنے کا ارادہ تک بھی نہ فرمایا۔ یہاں یہ یاد رکھیں کہ آپ ﷺ کا یہ مقابلہ شارع عام، مردوں کے درمیان یا سہر بازار نہ ہوتا۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی شخص ایسا نہیں جو غیر مناسب اور شرع کے خلاف اعمال تو دور کی بات تصور کرنے سے بھی معصوم و محفوظ ہو۔ آج اگر کوئی مسلمان حضور

اہل و عیال سے حسن سلوک: شرط یہ ہے کہ اسلامی حدود کے اندر ہو غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ اور نہ کسی غیر اخلاقی حرکت کا ارتکاب ہو۔ یہی وہ حسن خلق تھا اپنے اہل و عیال کے ساتھ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وعن عائشہ ؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ خیر کم خیر کم لاهلہ وانا خیر کم لاهلی (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے بیوی، بچوں، نوکروں اور اعزاء و اقارب کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل و عیال کے حق میں بہتر ہوں۔

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی آدمی دنیا اور غیروں کی مجالس میں بیٹھتے وقت ہنسی خوشی، پیار و محبت سے پیش آئے اور اپنے اہل و عیال کی خوشی اور راضی رکھنے کا خیال نہ ہو تو ایسے آدمی کو بہتر انسان کہنا ہی مناسب نہیں۔

بچوں سے محبت و شفقت:

اس عالم رنگ و بو میں تو اللہ کے بعد جس کا مرتبہ و مقام ہے یعنی آنحضرت ﷺ ان کا بیوی بچوں سے سلوک یہ ہے جو ان کی جگر گوشہ حضرت فاطمہ ؓ کے بارہ میں احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت فاطمہ ؓ آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ بیٹی کی پیشانی کو چومتے، جہاں تشریف فرما ہوتے وہ جگہ اپنی بیٹی کیلئے خالی کر کے اسی مسند پر بٹھا دیتے۔ حضرت فاطمہ ؓ کے جگر گوشوں یعنی اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حسینؓ سے بے پناہ محبت کرتے، فرماتے یہ دونوں میرے گلہ سستے ہیں۔ حضرت فاطمہ ؓ کے گھر جب آنحضرت ﷺ تشریف لاتے۔ حضرت فاطمہ ؓ بچے لے آتیں حضور ﷺ ان کو چومتے، سوگھتے اور سینہ سے لپٹا کر رکھتے۔

محترم ساتھیو! حسن اخلاق کا دائرہ اتنا وسیع، غیر محدود اور زندگی کے تمام شعبوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے کہ کسی ایک موقع پر اس کے اہم ترین شعبہ جات جنہیں بد قسمتی سے امت کے اکثریت نے ترک کر دیا ہے کا ذکر آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں بیان کرنا مشکل ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اخلاقِ حسنہ کے چند اور شاخوں کے بیان کی کوشش کروں گا۔ آج کا اختتام خاتم الانبیاء ﷺ کے ارشاد پر کر رہا ہوں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن جن اعمال کو تولا جائے گا ان میں حسن اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔ رات بھر جاگ کر نفل نمازوں اور دن بھر بھوک و پیاس کو برداشت کر کے نفل روزوں سے جو مقام اور درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ وہی درجہ اجر و ثواب، حسن خلق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

رب العزت مجھے اور آپ کو سیرت مطہرہ ﷺ پر چل کر انکے اخلاق طیبہ کو اپنانے کی توفیق رفیع فرمادیں۔ آمین۔